© rasailojaraid.com

حکمتِ سیّد مودودیؒ

پاکستان کے مسلمانوں کے نام

پہلی عید کا پیغام

اڑتیس سال پہلے کا ایک پیغام جو روزنامہ تسنیم میں چھپا اور کہیں نقل نہیں ہوا

اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے تہواروں کی جگہ دو عیدیں ہم کو عطا کی ہیں - ایک عیدالفطر، دوسرے عید قربان - آج ان میں سے پہلی عید کا دن ہے، اس دن کو خوشی کا دن اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ مالک نے اپنے بندوں کی اصلاح و تربیت اور رُوحانی ترقی کے لیے رمضان المبارک میں روزوں کا جو غیر معمولی نصاب مقرر کیا تھا، اُس سے آج وہ فارغ ہو گئے - اور اب اپنے رب کے حضور ان برکات کا شکریہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں جو انہیں اس مہینہ میں عطا فرمائی گئی ہیں -

پس یہ عید حقیقت میں ان لوگوں کے لیے یوم العید ہے جو واقعی اپنے خدا کا حکم بجا لائے - جنہوں نے اس کی خاطر روزوں کی تکلیف اُٹھائی اور تقویٰ کی وہ نعمت کمائی، جس کے لیے یہ تکلیف انہیں دی گئی تھی - مگر یہ دن ان لوگوں کے لیے ماتم کا دن ہے، جن پر رمضان کا مہینہ آیا اور چلا گیا - بغیر اس کے کہ ایک روزہ بھی انہوں نے یہ محسوس کیا ہو کہ ان کے خالق نے انہیں کوئی حکم دیا تھا، جس سے وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منہ موڑے ہوئے رہے۔ ایسے لوگوں کو آج خوشی منانے کے بجائے توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ اور ان کے دوسرے بھائیوں کو ان کے حق میں دعا کرنی چاہیے کہ خداوند عالم ان کو نعمتِ ایمان بخشے اور بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

آج ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ڈیڑھ سو برس کی غلامی کے بعد ہم پہلی مرتبہ آزاد پاکستان میں یہ عید منا رہے ہیں۔ مگر یہ خوشی ابھی نامکمل ہے ابھی تک یہ سوال معلق ہے کہ ہماری آزادی کیسی آزادی ہے؟ آیا ہم بندوں سے اس لیے آزاد ہوتے ہیں کہ خدا کی بندگی کریں یا خدا سے بھی آزاد ہو گئے ہیں تاکہ صرف اپنے نفس کی بندگی کرتے رہیں یہ مسئلہ ابھی تصفیہ طلب ہے اور خدا کے بندوں کو اپنی عید کی اصلی خوشی اس وقت تک ملتوی رکھنی چاہیے جب تک اس مسئلے کا فیصلہ قطعی طور پر خدا کی بندگی کے حق میں نہ ہو جائے[1]

اس عید کی خوشی میں درد و غم کا ایک اور کانٹا بھی ہے جو بُری طرح کھٹک رہا ہے اور وہ ہمارے ان لاکھوں بھائیوں کی مصیبت ہے جو مشرقی پنجاب، مغربی یو۔پی۔ دہلی، اجمیر، کاٹھیاواڑ، جموں اور کشمیر سے مظالم سہتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔ کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی عید کی خوشی میں منہمک ہو کر اپنے ان آفت رسیدہ بھائیوں کو بھول جائے[2]

اقتباس کردہ:

محمد یوسف صاحب، ناظم لائبریری، ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

---

[1] بدقسمتی سے اس مسئلے کا قطعی فیصلہ ہونا آج بھی باقی ہے۔ (ن ۔ ص)

[2] آج ویسا ہی فریضۂ امداد ہم پر مظلوم افغانستانی مہاجرین کے لیے عاید ہوتا ہے۔ (ن ۔ ص)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صدقۂ فطر

از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ایک درسِ مشکوٰۃ جو بیس۲۰ برس پہلے شائع ہوا [1]

مرتبہ: حفیظ الرحمٰن احسن

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَبِھَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ ہ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر مقرر کی تھی کھجوروں میں سے ایک صاع یا جو میں سے ایک صاع غلام پر، آزاد پر، مرد پر، عورت پر، بچے پر، بڑے پر، جو بھی مسلمانوں میں سے ہو۔ اور آپؐ نے حکم دیا تھا کہ یہ صدقۂ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

اس حدیث میں صدقۂ فطر کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ صدقۂ فطر رمضان کے خاتمے پر عید الفطر کی

---

[1] مشکوٰۃ باب صدقۃ الفطر کا وہ درس جسے حفیظ الرحمٰن احسن صاحب نے ٹیپ ریکارڈ کیا، پھر اس سے اُتارا اور دسمبر ۱۹۶۷ء کے آئین میں شائع ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نماز پڑھنے سے پہلے واجب ہوتا ہے۔ اس کی مقدار یہ مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اگر کھجور کی شکل میں دے تو ایک صاع دے (ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے) اور اگر جَو کی شکل میں دے تو بھی ایک صاع یعنی چار سیر دے۔ آگے ایسی احادیث آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی گیہوں کی شکل میں دے تو اس کی مقدار دو سیر ہوگی یعنی صاع کا نصف۔

اس حدیث میں پہلی بات حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ یعنی جو شخص صاحبِ نصاب ہے، اس پر صرف زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے بلکہ اس پر صدقۂ فطر بھی واجب ہے۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ صدقۂ فطر کی ایک مقرر مقدار واجب ہے۔ اس سے زائد کوئی دے تو اپنی خوشی سے دے سکتا ہے۔ لیکن کم سے کم اسے جو دینا ہوگا وہ کھجور اور جَو میں سے چار سیر ہے اور گیہوں کی شکل میں دو سیر۔

تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ یہ صدقۂ فطر ہر غلام، آزاد، بچے، بوڑھے، مرد، عورت سب کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ یعنی گھر کا مالک یہ صدقہ اپنے گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ غلام تک سے نکالے گا۔ اگر گھر کا کوئی اور فرد بھی خود صاحبِ نصاب ہو تو صدقۂ فطر اس پر بھی واجب ہے۔ مثلاً بیوی اگر خود مال رکھتی ہو تو وہ یہ صدقہ خود ادا کرے گی۔ ہاں اگر شوہر ادا کر دے تو دوسری بات ہے، لیکن واجب خود اسی پر ہے۔ کیونکہ شریعت کی رو سے عورت کے اوپر بھی صدقہ واجب ہے۔ اسی طرح سے اگر آدمی کا کوئی بچہ جوان ہو گیا ہے اور خود کمانے والا ہے تو پھر یہ صدقہ اُس پر واجب ہے۔ جو چھوٹے بچے خود کمانے والے نہیں ہیں ان کی طرف سے باپ ادا کرے گا۔ اسی طرح لڑکیوں کی طرف سے بھی باپ دے گا۔ پھر اگر ایک آدمی کا غلام کوئی ایسی تنخواہ پا رہا ہے کہ جس سے وہ خود اتنا مال دار ہے کہ اس پر صدقہ واجب ہو گیا تو وہ خود ادا کرے گا ورنہ اس کا آقا ادا کرے گا۔ گویا تمام گھر والوں کی طرف سے صدقۂ فطر کا ذمہ دار تو صاحبِ خانہ ہی ہے البتہ افرادِ خانہ میں سے جو خود مال دار ہو وہ اپنی طرف سے یہ صدقہ ادا کرے گا۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقۂ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے نکال دینا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عید کی نماز کے لیے نکلنے کے وقت ہی نکالنا چاہیے بلکہ اس سے پہلے بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نکالا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ یہ صدقہ فجر کی اور عید کی نماز کے درمیان ہی نکالنا چاہیے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ یہ تو گویا ایک آخری حد مقرر کی گئی ہے کہ آدمی عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اس کو ادا کر دے لیکن اگر ایسا ہو کہ کوئی آدمی رہ گیا ہو اور ادا نہ کر سکا ہو تو اسے اس روز مغرب سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ تاخیر جائز ہے یا نہیں اس میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِیْبٍ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم (عید کے روز) زکوٰۃ فطر نکالا کرتے تھے، ایک صاع غلہ یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو، یا ایک صاع پنیر، یا ایک صاع کشمش۔

مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس گھر میں خوراک کا جو سامان ہے وہ اس میں سے کسی ایک چیز کے ذریعے صدقۂ فطر ادا کر سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی صدقہ فطر روپے کی شکل میں دینا چاہے تو وہ اس طرح بھی ادا کر سکتا ہے لیکن جو شکل اس زمانے میں رائج تھی وہ یہی تھی کہ لوگ یہ صدقہ جنس کی شکل میں ادا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِ رَمَضَانَ: اَخْرِجُوْا صَدَقَۃَ صَوْمِکُمْ، فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الصَّدَقَۃَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْکٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے رمضان کے آخر میں یہ کہا کہ تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے۔ اگر کھجوریں یا جَو ہوں تو چار سیر ادا کرو۔ گیہوں ہوں تو دو سیر ادا کرو۔ ہر آزاد اور غلام، ہر عورت اور مرد، ہر بچے اور بڑے کے اوپر یہ زکوٰۃ واجب ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ ○ (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صدقۂ فطر مقرر کیا ہے ۔ یہ روزوں کو پاک کرنے کے لیے ہے ۔ بیہودہ باتوں سے اور فحش کلام سے جو روزوں کے دوران میں ہوا ہو اور مساکین کی خوراک کا سبب ہے ۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں جو خیرات اور دوسرے صدقات مقرر کیے گئے ہیں ان کی روح یہ نہیں ہے کہ آپ ان صدقات کی ادائیگی کر کے غریبوں پر کوئی احسان کرتے ہیں یا ان پر انھیں آپ کا احسان مند ہونا چاہیے اور ان کی گردنیں آپ کے سامنے جھک جانی چاہئیں ۔ اسلام میں صدقہ و خیرات کا یہ تصور ہرگز نہیں ہے ۔ چنانچہ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ صدقہ فطر جو تم پر واجب کیا گیا ہے یہ دراصل خود تمہیں پاک کرنے کے لیے ہے ۔ لفظ زکوٰۃ خود بتا رہا ہے کہ یہ زکوٰۃ فطر آپ کے نفس کو اور آپ کے مال کو پاک کرنے کے لیے عاید کی گئی ہے ۔ اگر یہ مال آپ نہیں نکالتے تو اس سے آپ کا نفس اور مال دونوں ناپاک ہوں گے ـــــ چنانچہ جب تم صدقہ فطر ادا کرتے ہو تو وہ بھوکوں پر کوئی احسان کرنے کے لیے نہیں کرتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روزے کی حالت میں تم سے جو چھوٹے موٹے گناہ سرزد ہوئے جن سے تمہارا روزہ ناپاک ہو گیا تھا اور کسی بیہودہ کلام یا فحش بات یا کسی اور برائی یا لغزش کی وجہ سے تمہارے روزے ناقص رہ گئے تھے تو یہ صدقہ فطر تمہارے روزوں کی خامیوں کو رفع کرنے کا ایک سامان ہوگا ۔ یہ تمہارے عمل کو پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور خود تمہاری اپنی بھلائی کا سبب ہے ۔

دوسری مصلحت اس کی یہ بھی ہے اور وہ خود بخود حاصل ہوتی ہے کہ عید کے روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے ۔ اس طرح صدقہ فطر مساکین کی خوراک کا بھی ایک سامان ہے اور ہر صاحبِ نصاب پر اس کا ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، أَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللّٰهُ وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهُ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صُعَیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (یہاں راوی کو یہ شک پیدا ہو گیا کہ یہ روایت ان دونوں صاحبوں میں سے کس کی ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گیہوں میں ایک صاع زکوٰۃ الفطر ہے ہر دو چھوٹے اور بڑے افراد کی طرف سے (یعنی دو سیر فی کس)، خواہ وہ بچہ ہو خواہ بڑا، خواہ غلام ہو خواہ آزاد، خواہ مرد ہو خواہ عورت، تم میں سے جو غنی ہے اللہ تعالیٰ (اس صدقہ کی وجہ سے) اس کو پاکیزگی عطا کرے گا اور جو تم میں سے غریب ہے (اگر وہ اپنی غربت کے باوجود صدقہ فطر نکالتا ہے) تو جو کچھ اس نے دیا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اس سے زیادہ دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک غریب آدمی بھی اپنے اندر کچھ مقدرت محسوس کرتا ہو تو وہ یہ صدقہ نکال سکتا ہے۔ وہ یہ صدقہ اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دے سکتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو جو کچھ اُس نے دیا ہے اس سے زیادہ عطا کرے گا۔

(تلاش و اقتباس از محمد یوسف صاحب لائبریرین)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیبت ـــــ اسلامی تعلیمات کی رُو سے

جناب شبیر احمد نورانی صاحب

(۲)

غیبت سُننا اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی غیبت کرے تو شریعت کی نگاہ میں انتہائی قبیح اور گھناؤنا جرم ہے اسی طرح کسی کی غیبت سُننا بھی شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں کتاب و سنت دونوں میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ـــ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۔ (المومنون: ۳)

(جو لوگ لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں)

ـــ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ (الاسراء ۳۶)

(کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً کان، آنکھ اور دل و دماغ سب ہی کی باز پرس ہونی ہے)

ـــ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ

(القصص: ۵۵)

(اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال

© rasailojaraid.com